

شارت ہی کا کبھی ہے تیرا  
 کہوں گا دوسرے سے تیرا  
 شارت کبھی ہے اک دل کی فتادوی  
 کہوں گا دوسرے سے تیرا

پس این هفت کار جوهر محرمات که قادیان از راه انوار



**Digitized by Khilafat Library Rabw**

البريد

جلد دوم شمس المیزان فی تاریخ افغانستان ۱۹۱۸ء

نظ  
مقامی لکچر

یاں لطف اور کرم ہے والی بزرگیاں ہیں  
ایم۔ اے یہ تیرے کلج کی چربانیاں ہیں  
مشت سے جی قدرت ثانی ہوتی ہے تلا  
ہستے ہیں اس کو گالی کھا خوش بیانیاں ہیں  
محمود کی برائی لہوہ ہے سنکروں کا  
احمد کے چھوڑ دینے کی یہ نشانیاں ہیں  
جس نے ولیفہ پاکر ایمان بیچ ڈالا  
تقویٰ کا اس کو دعویٰ چھوٹی کہانیاں ہیں  
مال آئین کا جس نے یار و غصیب کیا ہے  
تقویٰ نہیں ہے اس میں ان بے ایمانیاں ہیں  
تعلیق پر جو نازاں اپنی بہت تھے ناصر  
یورپ جو جاکے دیکھا سب ان ترانیاں ہیں

خواجہ کی ملمع سازی

ٹوٹ لی دنیا کہ حق کو چھپا کر لوٹا  
 قادیان والوں پر سو جھوٹ بنا کر لوٹا  
 غلط احمد کے عقاید کو بنا کر لوٹا  
 کہیں شہبازی کی کچھ مدح و ثنا کر لوٹا  
 سادقین پر کیا ایمان کو قرآن خواہ  
 اللہ سے ترشہ کا مل کو گنوا کر لوٹا  
 میں تو حنفی ہوں اور احمد میں محمد صلعم  
 ہائے کس بڑھیکے نیا جان بچا کر لوٹا  
 شور و غلام کہ مسلمان کوئی نواب ہوا  
 بہت تکلیف بنا کر لوٹا  
 خواجہ صاحبزادے چھینے کی رسم سازی  
 کیا ہوا لوگوں کو گر خوں بنا کر لوٹا  
 فرما کہ قدرت اللہ اٹھدی

کتاب ریاضی ص ۱۰۱ کے آخری اضافہ کا جواب

سوال۔ محمد مصائب کی تحفیں اور مصیبتیں ان کے نبی صابق  
ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتیں؟  
جواب۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو محض خدا  
نبی اور رسول تھے اور نذر خدا تھے۔ جو کہ ایک اہم کام کہ  
قائم کر دینے کا مورد تھے۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس  
قد کوئی اعلیٰ اور اہم کام ہو تا ہے اس قدر اس کے نذر  
کرنے میں اس کو تکلیف اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا  
ہے۔ کیونکہ بجا ہے۔ اشد الناس بلاء الا نبیاء  
ثم الاصل فالامثال۔ یعنی سب سے زیادہ مصیبت  
اور شران میں کوئی نبی زیادہ ہوتا رہا ہے۔ اس قدر اس کے  
بھی زیادہ ہوتے رہی ہیں جیسے جیسے درجات اور کام میں  
کمی رہی۔ اس قدر تکالیف میں ہی کمی رہی ہے۔  
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکالیف آپ کے صابق

اور اعلیٰ اور اشراف اور اولوالعزم نبی ہونے کی دلیل میں  
 کہ کافرب ہونے کی۔ اور یہ سوال محض مسائل کی عدم علمی پر دلالت  
 کرتا ہے ۔  
 اس سائل کو البتہ یہ سوال کرنا چاہیے تھا کہ حضرت مسیح  
 مسیح (جو کہ جرم اہل نصاریٰ نے خدا اور ابن خدا تھے) کی تکالیف  
 آپ کی الوہیت پر عمل ہو سکتی ہیں یا نہیں۔ کیونکہ خدا جو زمین  
 و آسمان کا مالک اور قادر مطلق خدا ہو۔ اس کی شان ازوی  
 کے خلاف ہے کہ یہ کہے کہ کوہ دیوں کو مائیں اور ہوا کے  
 پرندوں کو سیرے ہیں۔ پر انسان کے بیٹے کو جگہ نہیں چلا  
 اپنا سر رکھے۔ مستی پیو۔ اور پھر اس معیبت کا زمانہ ایسا  
 لیا ہو کہ صلیب پر چڑھایا جائے۔ اور کچا لٹھے کے سائے  
 میرے باپ اگر ہو سکے۔ تو یہ پیرا لٹھے سے گز جاوے۔  
 افسوس عیسائی صاحبان پر کہ ایک طرف تو ایک عاجز انسان کو  
 خدا قرار دیا جاوے۔ اور دوسری طرف ایک انسان کو ہی جن  
 کے لئے تکالیف کا ہونا انکی صداقت پر کچھ بڑا اثر نہیں ال  
 سکتا۔ بلکہ ان مصائب کے باعث جو اس کی اولوالعزمی پر دال ہوں  
 انکی صداقت پر صحت کیا جاوے ۔  
 اعتراض دوم۔ محمد صاحب صاف گو ہیں تو بلکہ زمانہ  
 جواب معلوم ہوتا ہے کہ معترض کو یہی تکلیفات کی گئی  
 نہیں ہے کہ صاف گو کہیں ہیں اور زمانہ سادہ گس کو سادہ  
 سادہ ہمیشہ ہر ایک نیک کے ساتھ ساتھ رہنے والا اور انکی  
 اہل میں ہاں اور نہ میں نہ ملانے والا اور اپنی جان کے سکھ اور  
 آرام کے حاصل کرنے کے لئے حضورؐ سے ظاہر  
 نفع کو مد نظر رکھ کر ایمان کی نہ پرواہ کرنے والا ہوتا ہے  
 اور راست گو کو چونکہ ہمیشہ راستی کو قائم کرنے کے لئے  
 بہت سی مصیبتوں کا اٹھانا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ شل  
 مشہور ہے۔ الحق مشر۔ حق ہمیشہ تلخ اور کڑوا ہوتا  
 ہے۔ اس لئے ضرور اس سے مخالفت ہوتی ہے۔ اور تمہیں  
 اس پر وارد ہوتی ہیں۔ جیسا کہ سائل اپنے اعتراض نمبر اول  
 میں تسلیم ہی کر چکا ہے۔ کہ حضرت محمد (مصلح) صاحب کو سب  
 سے زیادہ مصیبتیں اٹھانی پڑی تھیں۔ مگر یہ ہے کہ  
 ... حافظ نباشد۔ سائل ایک طرف تو صرف  
 نبی کریم کی تحفوں کو خود تسلیم کرتا ہے۔ جو حق گو انسان  
 کے لئے ضروری ہیں۔ اور دوسری طرف محض تعصب

اور عناد کی وجہ سے آپ کو زمانہ ساز قرار دیتا ہے۔ کاش  
 سائل پہلے حقائق اور زمانہ ساز میں تمیز پہنچاتا ۔  
 میں حضرت نبی کریمؐ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق  
 گوئی اور توحید کا دعویٰ کہ سب قوموں کو اپنا مخالف  
 بنالیا۔ اور زمانہ سازی کی تدبیروں سے ہر ایک  
 کی اہل میں ہاں اور نہ میں نہ ملانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے صدق نبوت پر دلیل ہے ۔  
 اعتراض سوم۔ محمد صاحب دیگر انبیاء کی نسبت  
 وعظ توحید الہی میں زیادہ ثابت قدم نہیں تھے ۔  
 جواب۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ ثابت قدم اسی کو  
 کہتے ہیں۔ کہ جو اپنے ابتدائی دعوے کو کسی زمانہ میں نہ  
 چھوڑے۔ اور پھر اس میں کامیاب بھی ہو جاوے  
 پس یہ امر سائل سے مخفی نہیں ہے۔ کہ حضرت نبی کریمؐ  
 نے توحید الہی کا بڑا امر الہی سے اپنی ابتدائی زمانہ  
 نبوت میں اٹھایا۔ اور اٹھایا اس ناک میں جہاں  
 شرک اور بت پرستی کی جڑ پورے طور پر جم چکی تھی  
 اور کوئی ہی آپ کا رفیق اس زمانہ میں نہیں رہا تھا  
 پس یہ امر البتہ ثابت ہے کہ حضرت صاحب کو  
 اپنے دعوے میں جس قدر مصائب کا سامنا ہوا  
 جتنا کہ کوئی مومن نہ تھا۔ پھر باوجود اس قدر  
 مصائب کے کوئی شخص یہ نہیں دکھلا سکتا کہ اپنے  
 کسی وقت اپنے دعوے توحید سے دست برداری کر لی  
 تھی۔ ناں یہ حنا چلیں پڑھ لیں تاکہ آپ کو معلوم ہو  
 جائے کہ ثابت قدمی اور فاش گشتاری کیسی مشکل ہے  
 لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود ہزاروں مشکلات  
 کے عمر بھر ایک دم بھی نہیں گھبرائے۔ اور ثابت قدمی  
 سے اپنے دعوے کو نہیں چھوڑا۔ پس باوجود ہزاروں  
 خطرات اور لاکھوں معاندوں اور مصائب کے پیش آنے  
 کے اخیر دم تک ثابت قدمی اور استقلال میں رہنا  
 حضرت م کی صدق نبوت پر دلیل ہے ۔  
 اعتراض چہارم۔ محمد صاحب کی اصلاحیں اسکو بچا  
 نبی نہیں ثابت کر سکتیں ۔  
 جواب۔ یہ بات کسی اہل علم اور تاریخ دان سے مخفی نہیں  
 کہ عرب کا ملک اور اسکے باشندے تمام روئے زمین سے

زیادہ سنگدل اور کج طبع لوگ تھے۔ اور کوئی بدی دنیا میں نہیں  
 تھی۔ جو عرب کی زمین میں نہ پائی جاتی ہو۔ اور یہ زمین اپنی اخلاقی  
 میں سب سے زیادہ گری ہوئی تھی۔ غرض عرب کے جاہل لوگ اپنی  
 بت پرستی اور زنا کاری اور مکاری اور خونریزی اور بت لاری  
 حکمرانی اور اہل نبی میں اعلیٰ پیمانہ پر پہنچے ہوئے تھے۔  
 جبکہ آنحضرتؐ نبی کریمؐ کی بعثت اس خطہ تاریک میں ہوئی بلکہ  
 اس قوم کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ نے انہیں مسلح بنا کر  
 بھیجا۔ آپ کی پاک تعلیم اور قوت قدسی کا یہ اثر ہوا کہ آہستہ  
 آہستہ اپنی ۲۳ سالہ زمانہ نبوت میں جو نہایت ہی تھوڑا زمانہ  
 ہے۔ انہی لوگوں میں سے ایک ایسی جماعت تیار کر لی۔ اور ان کا  
 ایسے طور پر تزکیہ کر دیا کہ ان کو خواہ بجا طاعتی کے۔ خواہ  
 کے۔ خواہ بجا طاعتی اور قرب الہی ہونے کے۔ خواہ  
 بجا طاعتی اور قرب الہی کے اور خواہ بجا طاعتی اور قرب الہی کے  
 رحم دلی کے اور خواہ بجا طاعتی اور قرب الہی کے غرض  
 ہر رنگ میں لاکھوں آدمیوں کو نہ صرف کامل بلکہ کاملین کا یہی  
 استاد بنادیا۔ جنکے کارنامے دنیا میں اب تک مشہور چلے آتے  
 ہیں۔ جنکی انجمنیں ہوں دیکھیں۔ جنکے کان ہوں سنیں۔ غرض کہ  
 حضرت نبی کریمؐ نے جس قدر دینی اصلاح کی۔ انکی نظیر  
 تاریخ گتہ نہیں ۔  
 لگاتار سے مقدمات میں سائل کو حضرت مسیحؑ کی اصلاحیں بتا رہا  
 کہ کہنے آدمی اپنی زندگی میں مدت کتنی بھر مسکے گا۔ اور کتنی  
 زندگی پر کیا پڑتا۔ اسکو ہی سوچتے۔ تو یہ اعتراض نہ کرتے۔  
 پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبع  
 نبی اور متجانب اللہ ہونے پر نہ صرف آپ کی عرب جیسے  
 اجداد و وحشی ذاکو مار خطہ کی اصلاح کر دینا ہی دلیل  
 ہے۔ بلکہ آپ کی تعلیم سے تمام دنیا میں آج تک بڑے  
 بڑے سعید عارف باشریہ پیدا ہوتے رہنا آپ کی صدق  
 نبوت پر دلیل ہے۔ (والباقی عند الضرورت)  
 اسکے علاوہ چار سوال ہیں اور بصاحب پر کئے گئے۔  
 (۱) حضرت مسیح کے حقیقی ابن اللہ اور خدا بلکہ پاک اور معصوم ہونے کی  
 آپ کے پاس کیا دلیل ہے۔ جبکہ وہ اپنی نسبت خود کہتا ہے میں نیک  
 نہیں ہوں۔ (۲) کیا حضرت مسیح ماری دنیا کے گناہوں کا انبار  
 اپنے سر پر اٹھا کر بھی معصوم رہ سکتا ہے کہ نہیں ؟ (۳) کیا مسند  
 کفارہ انسانوں کو بدیوں اور گناہوں کا پاک کر سکتا ہے کہ نہیں ؟

۳۱ جنوری ۱۹۱۸ء  
 قادیان دارالامان  
 سائل کو جواب دینا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مَجْدُ وَنُصْرَةُ عَسَاكِرِ الْمَلِكِ

# انجاء روق

قادیان دارالامان - ۳۱ جنوری ۱۹۱۲ء

## امت میں نبوت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا  
(غیب)

آیت کریمہ اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ رسلاً ومن الناس ان الله سمیع بصیر - (سورہ بقرہ پارہ ۱۷ رکوع ۱۱)  
اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کسی کو نبی مقرر کرے  
نہیں ہوگا۔ بلاشبہ جاری ہے جیسا کہ لفظ یصطفیٰ صیغہ  
مضارع سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس اگر صیغہ مضارع کی بجائے  
میں ماضی ہوتا یا لفظ کان یصطفیٰ ہوتا تو اس سے یہ استدلال  
نہ ہوتا۔

علیٰ ہذا القیاس - یُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِ  
عَلَىٰ مِنْ شِئَاءٍ وَمَنْ عِبَادَهُ انْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا  
أَنَا فَاتَّقُونِ - (پارہ ۱۴ سورہ انفیل رکوع ۱)

یہاں پر خداوند کریم رحیم فرماتا ہے کہ میں تمہاری  
فرشتوں کو کلام کے ساتھ توجہ دے گا کہ کلام الہی کے  
نازل ہونگے۔ تو اس وقت ضرور ہے کہ کوئی نبی پر وہ دنیا پر  
موجود ہوگا۔ ضرور بر ضرور ہوگا کیونکہ وحی ضرور تائیدی اللہ  
پر ہی نازل ہوتی ہے۔

رفیع الدرجات ذوالعرش یُنْفِی الرُّوحَ مِنْ شِئَاءٍ  
وَمَنْ عِبَادَهُ فَبِئْسَ مَا يَكُونُ التَّلَاقُ - (پارہ ۲۲ سورہ  
سومن رکوع ۲)

پھر یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ نے وہی لفظ استعمال فرمایا یعنی  
روح۔ تو روح کلام الہی کو کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ جیسے

چاہتا ہے۔ کلام نازل فرماتا ہے۔ اور فرمایا کہ۔ تو کلام  
نازل ہونے کی صفت تو ضرور کوئی نہ کوئی ہوگا۔ اور وہ ضرور  
ہی نبی ہوگا۔

یٰبَنی آدم اُمّایا تَتَّبِعْکُمْ رُسُلَ مِنْکُمْ فَمَنْ قِیَمَ  
عَلِیْکُمْ اِیْتِی فَمِنْ اَتَقٰی وَاصْلَحْ فَلَا خَوْفَ عَلَیْہِمْ وَکَلَامٌ  
مِنْ قُرْآن - (پارہ ۸ سورہ اعراف رکوع ۲۷)

یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے بنی آدم کبھی  
بھی تمہارے پاس بھیجے رسول اور نبی آویں۔ اور میری نشانیاں  
تمہارے لئے بیان کریں۔ پس جسے تعوی کیا۔ اور اپنی اصلاح  
کری۔ پس اس کے لئے کوئی خوف نہیں ہے۔ اور نہ ان کو کوئی غم  
ہوگا۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔ اور خبر دی کہ میں

کو کہ جب کبھی قیامت تک بھی تمہارے پاس میرے رسول  
اور میری طرف سے تم کو نشانیاں بتاؤں تو تم ان کو ضرور ماننا۔  
اور اس آیت کریمہ میں خطاب ان لوگوں سے ہے۔ جو کہ نازل  
قرآن کے زمانہ میں موجود تھے۔ اور اس کے بعد ہر دور ہے

اور ہر دور کے لئے کہ ان سے جو کہ زمانہ قرآن سے پہلے ہو گئے  
..... کہ اس آیت میں خداوند کریم نے ان کو  
مخاطب فرمایا کہ جن کے لئے نبی کریم ابجیت رسالت  
مبعوث فرمائے گئے۔ جیسا کہ اوپر کی آیت سے ظاہر ہے

(۱) یا بنی آدم لا یفتنکم الشیطان کما اخرج  
ابو یکرم من الجنۃ ینزع عنہما لیا سہا لیں بہما سوا تہما  
انہ یراکم ہر قبیلہ من حیث لا تدرکم۔

..... قل امرونی بالقسط وافیعوا و جو حکم عن  
کل مسجد وادعوا مخلصین لہ الدین کما بداءکم  
تعودون علی

اب ظاہر ہے کہ یوں کہہ اور لا تدرکم اور افیعوا  
جو حکم کے مخاطب اس آیت میں نزول قرآن کریم سے  
پہلے کے لوگ نہیں ہیں۔ بلکہ وہ لوگ جو کہ نزول قرآن کے وقت  
موجود تھے۔ اور جن کے لئے قرآن کریم نازل ہوا تھا

پس جن کے لئے قرآن نازل ہوا تھا۔ وہ تو نبی کریم کے  
زمانہ کے بعد اور قیامت تک قرآن ہی شریعت ہے۔ اور نبی  
آدم سے بھی ایسا ہی مراد ہیں۔ جو کہ زمانہ نبوی کے بعد میں  
ہوئے اور ہونگے۔

(جب) یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد  
وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین۔

قل من حرم زینتہ اللہ العی اخرج لعیادہ والطیب  
من رزق۔ قل للذین امنوا فی الحیوة الدنیا  
خالصۃ و یوم القیمۃ کذلک لفضل الایات  
لنقوم۔ قل انما حرم ربی الفواحش ما یعلن  
یہاں پر متعدد قرآنی آیات کے موجود ہیں کہ نبی اور  
امور ان آدم کے پہلے لوگ ہیں۔ بلکہ وہی ہیں۔ جنکے لئے  
قرآن بھیجا گیا۔ اور کوئی قرینہ اس بات کا نہیں کہ پہلے لوگ  
مراد ہیں۔

پس جیسے ان آیات میں نبی آدم سے مراد اور ان خطاب  
کے ساتھ مخاطب امت محمدیہ ہے۔ اسی طرح یا بنی آدم  
امایا تیتکم رسل منکم میں بھی اسی امت سے خطاب  
جس کو ظاہر کر ایسی نبی آیتیں ہیں۔

وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین۔

قل من حرم زینتہ اللہ العی اخرج لعیادہ والطیب  
من رزق۔ قل للذین امنوا فی الحیوة الدنیا  
خالصۃ و یوم القیمۃ کذلک لفضل الایات  
لنقوم۔ قل انما حرم ربی الفواحش ما یعلن

یہاں پر متعدد قرآنی آیات کے موجود ہیں کہ نبی اور  
امور ان آدم کے پہلے لوگ ہیں۔ بلکہ وہی ہیں۔ جنکے لئے  
قرآن بھیجا گیا۔ اور کوئی قرینہ اس بات کا نہیں کہ پہلے لوگ  
مراد ہیں۔

پس جیسے ان آیات میں نبی آدم سے مراد اور ان خطاب  
کے ساتھ مخاطب امت محمدیہ ہے۔ اسی طرح یا بنی آدم  
امایا تیتکم رسل منکم میں بھی اسی امت سے خطاب  
جس کو ظاہر کر ایسی نبی آیتیں ہیں۔

وما کنتم معذبین حتی تبغث رسولاً۔ واذا اراد  
ان یخلف قبیلاً امرنا متوفیہا ففسقوا فہنا نقول  
المقول فدموا ما ہانتہموا - (پارہ ۱۵ سورہ نبی اسرئیل  
رکوع ۱) فرمایا کہ جس قوم میں سے نبی فرمایا ہے۔ وہ ان  
میں قریبہ الاغنی بھگو ہوا اور مذکور خاندان بائیں

کان ذلک فی کتاب مسطوراً۔ وما منعنا ان نوحل  
الایات الا ان کذب بھا الاولون ربی اسرئیل  
اب اس آیت اور آیت سابقہ کو ملا کر دیکھ لو کہ اس سے  
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نبی ضرور آویں گے۔ اور تمام دنیا قریبہ  
سے قبل عذاب شدید آنے والا ہے۔ اور وہ نہیں آسکتا

جب تک کہ تمام روئے زمین پر تبلیغ اسلام ہو کر تمام  
ہو چکے۔ اور تخریب کی راہ اختیار نہ کر لیں۔ تب ہی آسکتا  
جیسا کہ اولوں کے وقت میں سنت اللہ ظہور میں آچکی ہے  
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسا عذاب موجودہ زمانہ سے پہلے

کم از کم زمانہ اسلام میں کبھی نہیں آیا۔ اور یہ ضرور ہے کہ  
ایسے عذاب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نزول آجائے  
تاکہ لوگ غفلت ہی میں نہ رہا ہو جاویں۔ جیسا کہ اس آیت سے  
ظاہر ہے۔

ذلک ان لصدیک ربک محمدک القربی  
یظلم و اھلہا غافلون - اور یہی ضروری ہے کہ اس  
رسول میں اور اس عذاب میں اتنا لبا فاضل بھی نہ ہو کہ لوگوں کو

کرنے کا موقع نہ ملے۔ لہذا اس آیت سے لے کر سورہ شمع  
تک تمام آیات میں اس بات کا اظہار ہے کہ نبی کریم کے  
وقت میں ہی عذاب کا نزول ہوگا۔ اور یہی ضروری ہے کہ اس  
رسول میں اور اس عذاب میں اتنا لبا فاضل بھی نہ ہو کہ لوگوں کو

کرنے کا موقع نہ ملے۔ لہذا اس آیت سے لے کر سورہ شمع  
تک تمام آیات میں اس بات کا اظہار ہے کہ نبی کریم کے  
وقت میں ہی عذاب کا نزول ہوگا۔ اور یہی ضروری ہے کہ اس  
رسول میں اور اس عذاب میں اتنا لبا فاضل بھی نہ ہو کہ لوگوں کو

کرنے کا موقع نہ ملے۔ لہذا اس آیت سے لے کر سورہ شمع  
تک تمام آیات میں اس بات کا اظہار ہے کہ نبی کریم کے  
وقت میں ہی عذاب کا نزول ہوگا۔ اور یہی ضروری ہے کہ اس  
رسول میں اور اس عذاب میں اتنا لبا فاضل بھی نہ ہو کہ لوگوں کو

انجاء روق قادیان دارالامان - ۳۱ جنوری ۱۹۱۲ء

## ہم اور ہمارے فرائض

ابھی ملک کے مآلہی صاحب کا مضمون جو خواتین کے  
جلد سالانہ میں خود معزز خاتون نے سنایا۔ (ایڈیٹر)  
ولیکن منکم ائمۃ یدعون الی الخیر و یأمرون  
بالمعروف و ینہون عن المنکر و اولئک ہم المفلحون  
اور تم میں ایک ایسی ماگر وہ بھی ہونا چاہیے۔ جو لوگوں کو نیک  
کاموں کی طرف بلائیں اور اچھے کام کرنے کو کہیں۔ اور برے  
کاموں سے منع کریں۔ اور ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہنچانگے۔  
اے معزز حاضر استہم نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ  
کے دست مبارک پر جو عہد دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور  
انسان میں دھن تبلیغ دین برحق میں لگانے کا کیا تہا اور  
قرآن ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ آج کس اسباب  
ہم نے کہاں تک عمل کیا ہے۔ کیونکہ موت کے وقت کی کسی  
خبر نہیں ہے۔

یہ سب افلہ یاب سے ہے جانو والا

خدا اس سے جو وقت ہے آنی والا

ہم سب لوگوں نے ایک دن اکٹھا کین کے حضور  
حاضر ہونے۔ جہاں پوچھا جاوے گا کہ جماعت قدس داخل  
ہو کر دین متین کی کیا خدمت اور پیروی کی؟ تو پھر سوا  
شر مساری اور نماز کے کچھ ہتھ نہ آئیگا اور وقت کا غنا  
ہو گا کیونکہ ہم نے نوبت کے درمیان سوچ کو دیکھ کر کچھ فائدہ  
نہ اٹھایا۔ اور خواب غفلت میں آؤنگے رہے۔ اور اس کی  
شجاعتوں کو دور دور پہنچانے کی کوشش نہ کی۔ حالانکہ ہر  
ایک عورت کسی نہ کسی رنگ میں تبلیغ کا اہم فرض ادا کر سکتی  
ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذمہ کر دیا ہے۔ اس  
کے لئے ان چند امور است کا جائنا ضروری ہے۔ تاکہ  
معلوم ہو جاوے کہ ہم کیوں احمدی کہلاتے ہیں اسہی  
اور بری مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ نواندہ ہوں یا آخر اندہ  
انہیں یہ سوئی ہوئی باتیں ضرور یاد رکھنی چاہئیں (۱) عا  
مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ابن مریم آسمان پر چلے گئے تھے  
کے دہنے ہاتھ بٹھا ہے۔ اور چودہویں صدی میں جبکہ  
مسلمان طرح طرح کی برائیوں۔ شرکوں۔ فسق و فجور میں

پھنس جاوے گئے۔ تو انہیں نکالنے اور صراط مستقیم دکھانے کے  
لئے نبی اسرائیل کا دو ہزار سال کا بڑا بھائی آسمان سے نازل  
ہو گا۔ جو کہ مسلمانوں کو راہ راست پر لائیگا۔ مگر ہمارے مرشد  
آقا بروز مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس ... ..  
بیت کو اپنی قلم کی تلوار سے پارہ پارہ کر دیا اور اس پر کئی ایک  
ضخیم کئی کئی نہیں۔ جنہیں یہ ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ  
علیہ السلام اپنی طبعی موت سے فوت ہو کر اور پیغمبروں کی  
طرح اپنے محبوب و حقیقی سے جا ملے۔ اور ہمیشہ کے لئے  
اس دار فانی کو خیر باد کہ گئے۔ اب وہ ہرگز ہرگز نہ آسمان پر  
جبر عسری کے ساتھ موجود ہیں اور نہ آسمان سے اڑینگے۔  
اس خیال است و محال است و جنوں

اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام معجز نظام میں فرمایا ہے کہ  
ولن تجزئ لسنۃ اللہ تبدیلاً۔ یعنی جو قانون خداوند  
بنا چکا ہے۔ وہ ہرگز نہیں بدلتا۔ دیکھو خواں کے بعد یہاں  
گرمی کے بعد سردی۔ رات کے بعد دن آتا ہے۔ کبھی ایسا  
نہیں ہوا کہ ایک سا ہی موسم چلا جاوے یا سالہا سال  
راستہ ہی پڑی رہے یا دن ہی چڑھا رہے۔ تولید و تسنن  
کا سلسلہ آدم سے نیکر اندم تک ایک سا چلا آتا ہے  
کبھی ایسا نہیں ہوا کہ درختوں سے یا زمین سے آدمی آج  
لگیں۔ یہ نہ آج تک ہوا ہے۔ اور نہ آگے ہونے والا  
ہی اللہ تعالیٰ کے قانون میں داخل ہے مردے کبھی نہیں  
نہیں آتے۔ اور نہ ہی کوئی ذی روح اس جبر عسری کے  
ساتھ آسمان پر جا سکتا ہے۔ بھلا جب دنیاوی گرفتیں  
اپنا رول بدلتا ہتک شان بھیتی میں تو پھر خداوند عز و جلی  
کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے اپنا اثبات قانون و حجت  
کی کیا ضرورت پڑی۔ کیا وہ کوئی اور عیسیٰ صفت بشر پیدا  
نہیں کر سکتا۔ کیونکہ عیسیٰ ہی تو اس کا پیدا کر دیا تھا۔ ہاں پھر  
کس قدر حیرت اور غمورت کا مقام ہے کہ شہنشاہ دو عالم  
منظر فرخندہ و زریزہ بن مدفون ہوں۔ اور نبی ماضی آسمان پر  
جابر امین ہے

مسیح ماضی رانا قیامت زندہ فہند  
مگر دفون بٹریٹے نذا دناں فضیلت  
جانب سے در کائنات خیر مہودا تے تو فرمایا ہتاکر اگر  
موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوئے۔ تو ان کو پھر میری متابعت

کے کوئی چارہ نہ ہوتا۔ اور ہمارے نام کے مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ جب  
خیرام کی امت یہودی صفت ہو جائیگی۔ اور دین حق سے منہ  
پھیرے گی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی اصلاح کے  
لئے آسمان سے نازل ہونگے۔ گویا حضرت خیر الرسل کی  
امت کو سنوارنے کے لئے نبی اسرائیل کے نبی کا آنا  
ضروری ہو گا۔ یہ ایک ایسا کفر و شرک تھا۔ جسکو رسمی مسلمان  
اپنی غلوں میں دہلے پھرنے تھے۔ اور جیسا کہ پہلے  
آیتہ اہستہ انسان کو ہلاکت کی طرف پہنچانے کا نام ہے۔ یہ  
اعتقاد بھی مولانا اہم سے ان کو دور ہو کر رہا تھا۔ اور کئی  
ہزار مسلمان اس لغو عقیدہ کی بدولت عیسائیت کی دلدل میں  
پھنس گئے۔ مزید براں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف  
حی و قیوم ہی نہیں مانا گیا۔ بلکہ کئی ایک چیزوں کا خالق بھی  
تسلیم کیا گیا ہے۔ مثلاً مردے زندہ کرنا۔ مٹی کی صورت بنا  
کر اس پر چھونک کر بنا کر اس کا زندہ ہو کر اڑنے لگانا۔ چمکا گوارا  
کا پیدا کرنا۔ اگلے دن جبکہ میری ایک احمدی بہن نے پوچھا  
کہ قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
مردے زندہ کرتے اور چمکا گواروں کے خالق تھے۔ آیا یہ  
برحق ہے۔ مجھے سخت ہی افسوس ہوا کہ ایک احمدیہ جماعت کی  
لڑائی اور اپنے آقا کی تعلیم سے استغناء ہے خبر! جتنے کہا کہ  
عزیزہ! سن! اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ساری عمر میں ایک  
بھی مردہ زندہ کرتے۔ تو وہ ضرور اکروبا کی دنیا کا یہ پسے ہو  
میں خدا سے پوچھ آیا ہوں۔ تو یہودی فوراً لپکا کھڑے۔ اور  
ان کے جواری ان کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتے جیسا کہ  
ان کی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک نے چند درمروں کے بدلے  
پکودا دیا۔ دوسرے نے مرغ کی اذان سے پہلے ان کا من  
انکار کیا۔ ... .. وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہمارے  
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا حال دیکھو  
کہ ہزار بار وہ جانی مردے زندہ کر گئے۔ وحشیوں کے درمروں  
کو انسان اور انسانوں کو باضا انسان بنا دیا۔ جس کی تاریخ شاہد

ہے  
باقی رہا چمکا گوار بنانا کیا چمکا گواروں کے جسم پر کوئی ایسا  
شان لگا ہوا ہے۔ جس سے پتہ لگ سکے کہ یہ مخلوق حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام کی ہیں۔ نہیں کوئی نہیں۔ تو کیا جس مجبور الکل  
نے ہزارہا قسم کی مخلوقات خشکی اور نرمی میں پیدا کی ہے

وہ چمکا ڈیں نہیں بنا سکتا اور ان کے بنانے کے لئے  
خالفت کی ذمہ داری علیہ السلام کے ہاتھ میں رہی۔  
ہیں یہ بالکل غلط ہے کہ کسی خالق اور مخلوق پر ایسا نہیں ہو سکتا  
خدا سے غیر کو ہمتا جانا سمجھتے کفر ہے  
خدا سے کچھ ڈر دیا دیکھو کہ کون سا کفر ہے  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ خالق کو اپنی قدرت پر تقدیر  
کے مسلمانوں نے صرف حضرت علی علیہ السلام کو ہی خدا کا  
شریک نہیں سمجھا یا۔ بلکہ اولیاء کو وہ طاقتیں مٹا دیں کہ  
ہیں۔ جو کہ خدا کا ان کو ہم پر مقرر ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ  
خدا ان سے ڈرتے ہیں۔ کہ جو کچھ حضرت پر عبد القادر کریں۔  
خدا اسے بھی نہیں مانتا۔ جیسا کہ خدا نے کوئی کشتی ڈبو دی  
اور میر عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ سال کے بعد رات  
بعد ڈوبی کے صحیح سالم حال دی۔ کوئی مشکل پیش آجائے  
تو پیر صاحب کی نذر مان دیں۔ تو مشکل فوراً حل ہو جاتی ہے  
کئی جگہ تو بنے دیکھتے ہیں۔ کہ نری جہت کی کیا رہیں تین  
تو صرف پیر صاحب کے لئے ہی مخصوص کر دی گئی ہے۔ اس  
دن کچھ بھار پیر صاحب کے نام پر ملتے ہیں۔ دودھ پلوٹا  
سخت نسخ ہے۔ ان کا اعتقاد ہے۔ اگر اس دن دودھ  
پلوٹیں۔ تو دودھ بننے والیوں کے قصوں میں خون پڑ جانا  
ہے۔ یہاں پیر صاحب تک محدود نہیں۔ بلکہ پھر میں ہمارے  
باس ہی ایک خانقاہ میرا صاحب کی ہو۔ لوگ خدا کی اور  
قرآن کی قسمیں تو بے شک اٹھائیں مگر میرا صاحب کی قسم  
کوئی نہیں اٹھاتا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جب میرا صاحب  
کی قسم اٹھائی۔ سرتن سے جدا ہوا۔ ان کے نام کی بے شمار  
نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے  
خدا کے نام کا ایک پیر بھی دیا ہو۔ عالی نے کیا سچ فرمایا  
ہے۔  
کرے غیر گہرت کی پوجا تو کافر جو ٹھہرے میا خدا کا تو کافر  
کو اکب میں نے کرشمہ تو کافر جھکے آگ پر پیر سجدہ تو کافر  
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں  
عبادت کریں شوق سے جکی جاہیں  
نبی کو جو چاہیں خدا کو کہیں اناموں کا رتبہ نبی سے برتر  
مزاروں پر جا جا کے نذریں دیتے شہیدوں ذرات ناگیں دھائیں  
نہ تو حیرت میں کچھ خلل اس سے آوی  
نہ اسلام بلکہ نہ ایمان جائے

یہ عام مسلمانوں کی حالت زار کے واسطے اور  
الرحمن الرحیم نے جیکے منکالت و ہریت یا دیت اور تملیت کا  
گھٹا توپ بول ہر چہار سو چہار ہاتھ اور حضرت خیر البشر  
کے ہاتھوں کا لگایا ہو اور دست خشک ہونے لگا تھا  
اپنے خاص فضل و کرم سے اپنا ایک نبی مبعوث فرمایا ہے  
مجدد مصلح تو سیکڑوں آئے۔ اور جن امورات کی اصلاح  
کے لئے مامور ہوئے تھے۔ وہ ہم پہنچا کر چلے گئے۔ مگر  
یہ کامل بروز مصطفیٰ چودھویں صدی کا بدر اس پر آشوب  
زمانہ میں تمام خرابیوں بدوں کفر اور شرک کی اصلاح اور  
درستی کے لئے نازل ہوا۔ اور جتنا نہ سے وہ انعام پایا  
جو گروہ انبیاء کو ملتا ہے۔ کیونکہ صدیق۔ شہداء۔ صلحاء اور اولیاء  
تو کئی گزر چکے۔ مگر یہ نبوت کا انعام اور رتبہ صرف سچ  
کے لئے ہی مخصوص تھا۔ جو کہ ہمارے آقا کو دیا گیا جس  
کی شہادت میں زمین کی کپکپی سورج چاند نے وقت پر گواہی  
دی۔ زمانہ نے قضا۔ مری۔ جنگ و جدل سے اس کی  
صدائے پیش کی۔ رہی تار و ڈاک نہروں نے زبان حال  
سے ان کی راستی کے طالع دئے۔ اور اس صلح دامن کے  
شہزادہ نے آنکھ خون مہدی کے غلام عفا مذکوروں سے  
مٹ دیا۔ اور تہلا دیا۔ بلکہ دکھلا دیا کہ مسیح کا زمانہ ایسا  
ہو گا۔  
بیویں گے ایک گھاٹ پر شیر اور گوسپند  
کھیلے گے بچے مانجوں سے بخوف و گنتہ  
یعنی وہ وقت امن کا ہو گا۔ جنگ کا  
بھولینگے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا  
ایسا وقت ہے۔ کہ قلم کے نیزہ سے لڑائی ہونی چاہیے۔  
چنانچہ وہ اپنے نیزہ قلم سے تمام مذہب باطلہ کے سر  
کچل گئے۔ کیا کوئی اور یہی ہے۔ جس نے اسلام کی اتنی  
خدمت کی ہو۔ جسکی تالیفات اور تصنیفات کو پڑھ کر دوست  
و دشمن دنگت گئے ہوں۔ اشد دشمن بھی بے اختیار بکا رہے  
ہوں۔ کہ آج تک اسلام میں ایسی تالیف نہیں ہوئی۔ کوئی  
ہے۔ جسکی دعا سے کچھ اور دوزی جیسے دشمنان ہلاک  
ہوئے ہوں۔ کوئی ہے۔ جس نے اتنے سال پہلے طاعون  
کی خبر دی ہو۔ جب اس ملک میں کوئی اس کا نام تک نہ جانتا  
ہو۔ کوئی ہے۔ جس نے پہلے پہلے زلزلوں کی اس

حالت میں خبر دی ہو۔ جبکہ تمام ہیئت و ان افراد کے  
ہوں کہ اب زلزلہ ہرگز نہیں آئے گا۔ کوئی ہے۔ جس نے  
جنگ ویران کاشی سال پیشتر درونک سین کھینچ دیا ہو  
کئی پیشگوئیاں تو ان کی زندگی میں پوری ہوئیں۔ اب ان  
کے فوت ہونے کے بعد بھی کوئی مہینہ اور کوئی سال نہیں  
گزرنا۔ جس میں ان کی کوئی نہ کوئی پیشگوئی پوری ہو کر انبیاء  
ایمان کا باعث نہ ہوئی ہو۔ اب سال سال میں ہی وہ  
حضور نے فرمایا تھا۔  
زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی حال زار  
کیا کوئی یاد کر سکتا تھا کہ روس ایسی عظیم الشان سلطنت کے  
فخراں اور بادشاہ کی ایسی زار و حالت ہوگی۔ اور ہمیشہ کے  
زار کا سرز سرور ہی اڑا دیا جاوے گا۔ اور پھر کوئی زار  
نہیں ہو گا۔ پھر ایسی پیشگوئی میں فرمایا ہے۔  
مات جو رکھتے تھے وہ شاکیں بڑی گنہگار  
صحیح کر دے گی انہیں مثل درختان چار۔  
یہ خون ریز صحرے آرائی اچھلے ہو رہی ہے۔ جہاں چار کے  
درخت ہیں۔ وہ گویا اس زمین کا پتہ حضور پر فرماتے ہیں  
ایک تار یا تھان اخبارات کے دیکھنے والے جانتے ہیں۔ کہ  
اس لڑائی میں کتنے خون کی ندیاں بہ رہی ہیں خدا کے لباس  
کو خون سے اتنے تپ کے چھانکے پتوں کی مانند کر رہی  
ہیں کس صفائی کے یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور پوری ہے  
اس پر گزیدہ خدا نے اپنی تمام عمر مخلوق خدا کی بھلائی  
اور بہتری میں گزار دی۔ انہیں غم تھا۔ تو موت یہ کہ بھڑی  
ہوئی مخلوق صراط مستقیم پر چلے اپنے مقصد حقیقی ہاں معبود  
ازلی سے جلتے۔ اور شرکوں میں گرفتار ہو کر خدا سے دور  
اور مہجور ہو جاوے۔ یہی عیسائی اور عہدی ہیں۔  
جن کا ذکر بار ہا حدیث اور قرآن کریم میں آیا ہے۔ ہم انہیں  
ایسا ہی سچا نبی مانتے ہیں۔ جیسے اور انبیاء علیہ السلام گذرے  
صرف فرق اتنا ہے۔ کہ بعض انبیاء شریعت لیکر آئے۔ مثلاً  
حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بعض انبیاء  
غیر شرعی گذرے ہیں۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام وغیرہ  
یعقوب علیہ السلام وغیرہ وغیرہ۔ ہم یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ  
جب ان کے پاس شریعت نہ تھی تو وہ نبی نہ تھے نہیں وہ نبی  
تھے۔ اور ضرور تھے۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ)

# مشروطیات

(اسکو ضرور ملاحظہ کرو)

ناظرین فاروقی کو بشرطیکہ انہوں نے اخبار پڑھا ہو یا نہ ہو گا۔ کہ اس قلم کار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ان پُرسانے اشعارات کو جو کہ حضور نے بغرض اتمام حجت و تبلیغ رسالت غیر مذہب مخالفین کے مقابلے میں شائع فرمائی تھے۔ اور وہ آج بھی نمایاں ہیں۔ حتیٰ کہ تمام جماعت احمدیہ میں بھی کسی کے پاس وہ مکمل موجود نہیں ہیں۔ لکھنؤی صورت میں چھپو اگر محفوظ رکھنے جائیں۔ کیونکہ ضابطہ کے فضل سے اس خادم سلسلہ ایڈیٹر فاروقی نے چودہ سال کی لگا تار کوشش سے ادنیٰ کو بڑی محنت اور تلاش کے بعد جمع کیا ہے۔ اور خوشی کا موجب ہے کہ آج جو ان کو ترتیب وار چھپوانے کا ارادہ کیا تو شمار کرنے سے پہلے معلوم ہوئے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ نے ۱۹۰۸ء اشہد انہاں بلدوں میں جہاں ترتیب شائع کئے تھے۔ جن کے صرف دو صدے چھپوائے گئے تھے اور وہ بھی آج تک نہیں ملنے۔ سب کے سب ہاتھوں ہاتھ آگئے تھے۔ چونکہ وہ بالکل ناکمل اور غیر مرتب طور پر شائع ہوئے۔ بعض احباب کی بھڑک اور میری پرانی آرزو نے مجھے اس پر آمادہ کیا کہ میں ترتیب تاریخ کے لحاظ سے یہ ۲۴ اشعار طبع کروں۔ لیکن وجہ گرانی کاغذ و مصارف چھپائی وغیرہ ایسی بڑی ضخیم کتاب کا جو کہ ڈیڑھ ہزار صفحہ کے قریب یا شاید اس سے بھی زیادہ ضخامت کی ہو اس زمانہ میں طبع کرنا کارہے دار۔ مفتی صاحب قبلہ نے جہت صرف دو صدے نسخے طبع کئے تھے۔ اس وقت کاغذ کی قیمت ۵ روپہ نہ تھی۔ اور ہر ایک حصہ مفتی صاحب نے سو سو صفحہ کا طبع کیا تھا۔ اور ہر حصہ کی قیمت ۱۰ روپہ تھی علاوہ محصولہ کے۔ اور آج جبکہ مکمل مجموعہ کا طبع کرنا میرا مقصد ہے۔ کاغذ کی قیمت بچائے ۵ روپہ نہ تھی۔ اور پھر بھی دستیاب نہیں ہوتا۔ بنا بریں میں نے فاروقی میں ۲ روپہ پیشگی بطور قیمت کے عطا فرمادیں۔ تو میں اس کام کو

جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع کر کے انشاء اللہ جلد سے جلد ختم کروں گا۔ مگر افسوس سے کہا جاتا ہے کہ جماعت نے اس عظیم الشان کارنامہ کی طرف جو بڑھتی ہوئی موعود علیہ السلام کے پاک مشن اور طیب زندگی کا زبردست تاریخی کارنامہ اور معارف اور حقائق سے پُر خواندہ اور ہر ایک شہدہ جو اہرات کا گنبد ہے۔ خاص تو جہتیں کی اور معمولی طرح کے بیکار پرواہی سے ٹال دیا۔ بہت کم احباب ہیں۔ جنہوں نے اس اہم کام کو نہایت مفید اور منت ضروری جانا۔ اور خاص تو جہت اس طرف فرمائی۔ مگر عام احباب میں اس کا بالکل خیال نہیں۔ میں بڑے زور سے اپنے دوستوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ کام جو میں کرنا چاہتا ہوں۔ بڑا عظیم الشان کام ہے۔ اور سلسلہ کی زبردست اور ضروری بلکہ اشد ضروری خدمت ہے۔ اور یہ خدمت تھوڑی سی مالی قربانی سے اور قرانی پیلا معاوضہ یا بے بدل نہیں۔ بلکہ بامعاوضہ اور بایدل ہے۔ انجام پذیر ہو سکتی ہے۔ ورنہ جو اہرات کا خزانہ اگر آج محفوظ نہ کر لیا گیا۔ تو احتمال ہی نہیں۔ بلکہ غائب گمان ہے کہ یہ دینیہ جو دنیا کی نظر سے پوشیدہ ہو چکا ہے۔ ہماری غفلت و عدم توجہی اور زمانہ کی دست برد سے ضائع ہو جائے گا۔ اور آئندہ انہو الی نسلیں بزم موجودہ جماعت بھی اس نعمت عظمیٰ سے بے خبر اور محروم رہ جائیں گی۔ جس کا گناہ موجودہ جماعت کے سر پر چڑھ گیا۔ جس کی عدم توجہی سے یہ کام رک جائے گا۔ پس اسے میرے معزز دوستوں میں کن الفاظ میں نہیں اس کو ہر ناباب اور ہر ایت انتساب مجموعہ اشعارات کی اہمیت کا احساس کروں تاکہ آپ اس کی اشاعت میں میرا ہاتھ بٹائیں۔ اگر کاغذ اس قدر گراں نہ ہوتا۔ اور بآسانی مل سکتا۔ تو شاید میں آپ کو اس نہایت ہی نفیس رقم ایک ایک روپہ پیشگی دینے کی تکلیف نہ دیتا۔ محض کاغذ کی وجہ سے مجھے ضرورت پڑی۔ کہ میں آپ سے اس مجموعہ کی اشاعت کے لئے ایک روپہ پیشگی بیکر ایک قسم کا ہاکیکت خریدوں تاکہ یہ کام پھر رک نہ جاوے۔ جو نہ ہو کاغذ کے۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ یہ ڈیڑھ ہزار صفحہ سے زائد کا مجموعہ مکمل حصوں میں شائع کروں۔ ایک جلد میں عام

اشعارات کا گناہ بہت مشکل ہے۔ اور گھیر دینے کا خرچ ہے۔ اسلئے مناسب سمجھا گیا کہ مفتی صاحب نے بطرح ایک ایک حصہ سو سو صفحہ کا نکالا تھا۔ اور ہر حصہ کی قیمت جبکہ کاغذ ۵ روپہ نہ تھا ۱۰ روپہ تھی۔ اصی طرح میں بھی اس مجموعہ کو دس حصوں میں شائع کروں اور ہر ایک حصہ ۱۰۰ صفحہ یعنی ۱۰ اجزوں کا ہو۔ اور ہر ایک حصہ کی قیمت اب جبکہ کاغذ ۵ روپہ نہ ہے۔ صرف ایک روپہ رہ گئی جائے۔ اس طرح دس روپہ میں یہ کامل مجموعہ بآسانی حصول کی شکل میں شائع ہو کر ہر احمدی احباب کو مل جائے گا۔ لہذا ایک ایک روپہ اس کام کے لئے پیشگی دیدینا اس کام کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھتے ہوئے کیا مشکل بات ہے یہ روپہ مفت نہیں لیا جاتا۔ اس کا بدلہ قابل قدر تحفہ آپ کو دیا جائیگا۔ پھر ہمیں ایک روپہ دینے میں کیا نال ہے۔ میں یہ

## توضیحی

ساتھ ہوں کہ خدا کے فضل سے میں نے اس کام کو شروع کر دیا ہے ایک سو روپہ پیشگی کتاب کو کاپی نویسی کے لئے دیدیا ہے اور کتابت کا کام شروع ہو گیا ہے۔ اور امید کامل ہے کہ پہلا حصہ خدا کے فضل و کرم سے انشاء اللہ ماہ فروری میں شائع ہو جائیگا۔ چھپائی کا انتظام بھی کر لیا ہے۔ اب صرف کاغذ کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے روپہ بکا رہے۔ بہت کم پانسو روپہ بہم پہنچا دو۔ یہ کوئی بڑی رقم نہیں۔ مفت نہیں مانگی جانی۔ بدلہ ملے گا۔ اور بدلہ بھی ناباب و قابل دید۔ اور خدا سے اجر علاوہ از ہر منافع میں ملے گا۔ یہ نفع کا سودا ہے۔ اس وقت تک صرف ۳۱ درخواستیں مع پیشگی روپہ کے وصول ہوئی ہیں۔ سوچو کہ ۳۱ درخواستوں سے کہیں اتنا بڑا کام چل سکتا ہے۔

ہاں یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ ایسی بڑی ضخیم کتاب اس گراں کاغذ کے زمانہ میں نہ تو کثیر تعداد میں چھپوائی جا سکتی ہے۔ اور نہ ہی اتنا خرچ برداشت کیا جا سکتا ہے کہ ڈیڑھ ہزار صفحہ سے زائد کی کتاب ہزار پانسو چھپوائی جائے۔ یہ مجموعہ اتنی ہی تعداد میں چھپوایا جائے گا۔ مفتی درخواستیں بہم پہنچیں گی۔ جو دوست اس وقت درخواست نہ کرینگے۔ بعد میں ان کو یہ درنا باب دستیاب نہ ہو گا۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو دوست اس وقت خریدار ہو گئے۔ ان کو سب بھی اس

مجموعہ کے خریدنے ہو گئے۔ ایسا نہ ہو گا کہ صرف ایک یا دو حصہ بیکہ باقی جسے نہ خریدیں کیونکہ ہر ایک حصہ ایک مقررہ قدر میں طبع ہو گا۔ جتنی کہ درخواست ہوگی۔ اس لئے ہر ایک دوست جو خریداری کی درخواست کرے۔ وہ اپنا کارآمد ارادہ کر لے کہ اس کو مستقل خریدار اس مجموعہ کا تصور کیجائے گا۔ اور ہر ایک حصہ اس کے نام اور سال ہو گا۔ جسکی قیمت نہ صرف صحت ایک سو بیس ہوگی۔

**احباب کا شکریہ**  
اس وقت تک جو درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ ان میں سے خاص قابل شکریہ احباب ذیل میں جنہوں نے نہایت شوق سے اس خدمت کی انجام دہی میں میری حوصلہ افزائی کی۔ اور کمال مجموعہ کی جو دس جلدوں میں ہو گا۔ قیمت عطا فرمائی۔ سب سے اول مخدومی کرمی سیٹھ عبداللہ الدین صاحب تاجر دکن قابل شکریہ ہیں جنہوں نے ہر ایک حصہ کی پچیس پچیس جلدیں خریدنی منظور فرمائیں۔ اور پہلی جلد کے لئے سب سے پہلے روپیہ بزرگ یعنی آدھ سو روپے سال کے قریب حاصل کیا۔

(۲) حضرت مخدوم خجاست پوری میر محمد سعید صاحب حیدر آباد دکن  
(۳) مخدومی اخئی العظمیٰ مولوی محمد ابو احمد صاحب دکن کے میں جنہوں نے ہر ایک حصہ کے لئے دو سو روپے دینے کا وعدہ فرمایا  
(۴) مخدومی مفتی محمد رفیع صاحب دکن کے میں  
(۵) مخدوم کرم پوری صاحب دکن کے میں  
(۶) مخدوم خجاست پوری صاحب دکن کے میں  
(۷) مخدوم کرم پوری صاحب دکن کے میں  
(۸) مخدومی مفتی محمد رفیع صاحب دکن کے میں  
اللہ تعالیٰ ان احباب کو جزائے خیر دے۔ اور دین دنیا میں برکت عطا فرمادے۔ آمین

میں پھر ایک بار اپنے دوستوں کو توجہ دلانا ہوں ایک یادیں روپیہ ایسی مفید اور ضروری خدمت دین کے لئے عطا کر دینا مشکل نہیں۔ اگر خداوندی دے اور اس غلطی کا معاوضہ لیر گا۔ دنیا میں بھی۔ دین میں بھی۔ دنیا میں آپ کو یہ نایاب مجموعہ حاصل ہو گا۔ میں کو دیکھ کر آپ بزبان حال و حال بکا رہیں گے کہ

جیسے چنہ داد م جان فرید م  
بھلا اللہ نہ ہے ارزاں فرید م

اور دین میں خدا سے عزوجل اور میری اللہ فی صل اللہ انبیاء کی روح مبارک آپ سے خوش ہوگی جسکے اون کا نام جات کو دنیا میں پھیلانے کے لئے جو اربع دنیا کی نفیس اور جہل ہر کہ عقدا ہو چکے ہیں۔ تم امداد دو گے۔

دیکھو اس اور انتہا رسات میں سے ایک شمار ذیل میں بطور نمونہ تمہارے ملاحظہ کے لئے نقل کرتا ہوں۔ اس کو پڑھ کر اندازہ کرو کہ یہ کس قسم کا خزانہ ہے۔ جو تم کو ملنے والا ہے۔ بتاؤ کہ یہ اشتہار کس کتاب میں کس اخبار میں کس مجموعہ میں کس حصہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اور تم میں سے کتنے دوست ہیں جنہوں نے میری اللہ فی صل اللہ انبیاء کا یہ اشتہار دیکھا یا سنا ہے؟

نقل اشتہار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# اعلان

پادری انسٹریٹ صاحب تمام حجت

اور  
میاں فتح مسیح کی دروغ گوئی کی کیفیت

ہم اپنے اشتہار ۲۲ مئی ۱۸۸۸ء میں جو مطبع شمس الہند گورکھ پور میں چھپا تھا۔ اس بات کو متفرق بیان کر چکے ہیں کہ میاں فتح مسیح داغظ عیسائی نے جو ہمہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر کے پھر ۲۲ مئی ۱۸۸۸ء کے جلسہ میں تمام حاضرین کے روبرو جن میں معزز ہندو اور بٹالہ کے آریہ بھی تھے اپنی دروغ گوئی کا اقرار کر دیا۔ اور بالمقابل الہامی پیشگوئیوں کے پیش کرنے سے بھاگ گیا۔ مگر افسوس کہ اسی عیسائی صاحب نے ۳۱ مئی ۱۸۸۸ء کے فوراشان میں اپنے دروغ گوئی کے چھپانے کے لئے یہ ظاہر کیا ہے کہ اپنے انعام کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ معاف فرمایا کہ ان ... کو جھوٹ بولنے سے ذرا بھی شرم نہیں آتی۔ بھلا کوئی ان سے بوجھ کر کہ اگر آپ ہمہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ تو پھر کیوں ۲۲ مئی ۱۸۸۸ء کے

جلسہ میں رہا بشمار ۱۵ صاحب شمس الہند گورکھ پور کے صاحب مختار عدالت نے آپ کو ملازمت کی کہ ایسا جھوٹ کیوں بولا۔ اور کیوں ناحق لوگوں کو تکلیف دی۔ اور کیوں ناشی محض صاحب مختار عدالت نے اسی جلسہ میں شہادتاً بیان کیا کہ فتح مسیح انکار و دعویٰ الہامی میں بالکل جھوٹا ہے۔ اس نے میرے روبرو ایک مجمع کثیر میں اپنے ہمہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بھلا یہ بھی جانے دو۔ خود پادری دائرٹ بریٹ صاحب کے مقررہ دریافت کیا جائے۔ کہ کیا ۱۸ مئی ۱۸۸۸ء میں فتح مسیح نے پادری صاحب کے نام یہ جھٹی نہیں بھیجی تھی کہ میں نے بالمقابل الہامی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے اب انصافاً سوچنا چاہیے۔ کہ جس شخص کے مادہ میں اس قدر جھوٹ بھرا ہوا ہے کیا وہ اس منصب کے لائق ہے کہ عیسائی کلیسیا کی طرف سے دوسروں کے لئے واعظ ٹھہرے پادری دائرٹ بریٹ صاحب اس شخص کی دروغ گوئی کو خوب جانتے ہیں۔ اور حلفاً بیان کر سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے اپنے اشتہار ۲۲ مئی ۱۸۸۸ء میں صاف لکھ دیا کہ آئندہ ہم ایسے ایسے دروغ گوئیوں کو مخاطب بنانا نہیں چاہتے۔

ہاں اگر پادری دائرٹ بریٹ صاحب صحت طور پر جلسہ عام میں اقرار کر دیں کہ الہامی طاقت عیسائی کہ وہ سے مستویا اور پھر ہم سے کوئی الہامی پیشگوئی پیش از وقوع طلب کرنا چاہیں۔ تو ہم بدیں شرط جلسہ عام میں پیش کرینگے کہ اگر ہماری پیشگوئی پیش کردہ نظر حاضرین جلسہ صرف اٹھل اور اٹارہ ہو۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر نہ ہو یا بالآخر جھوٹی نکلے تو دو سو روپیہ ہر جانہ پادری صاحب کو دیا جائے گا ورنہ بصورت دیگر پادری صاحب کو مسلمان ہونا پڑے گا لیکن پادری صاحب نے ایسے جلسہ میں آنا قبول کیا۔ اور صاف گید کر گئے۔ اور کہہ کر پڑے گئے۔ حالانکہ ہم انہیں کے لئے ایک ماہ تک برابر بٹالہ میں ٹھہرے۔ غرض انہوں نے تو ہمارے مقابل پر دم بھی نہ مانا لیکن اسی میاں فتح مسیح نے ۳۱ جون ۱۸۸۸ء کے اخبار نور افشاں میں جھوٹا دیا کہ ہم اس طور پر تحقیق الہامات کے لئے جلد کر سکتے ہیں کہ ایک مہینہ ہر کہ چار سوال بند کاغذ میں حاضرین جلسہ میں سے کسی کے ہاتھ میں دیرینگے۔ وہ ہمیں الہاماً بتلائے جائیں۔ اس کے جواب میں اول تو یہ کہ کرنا ضروری ہے کہ جیسا کہ ہم اپنے اشتہار

